E:\Al-era-006

سید عزیز الرحمٰن

تجارت کے اصول

''ہادیٔ اعظمؐ کی نظر میں''

﴿۱﴾

اللہ تعالیٰ نے انسان کی روزی کمانے کے مختلف ذرائع اور اسباب پیدا اور مہیا فرمائے ہیں، ان میں سے کسی بھی پیشے اور ذریعے کو اپنا کر جائز اور حلال طریقے سے روزی کمانا درست ہے، البتہ ان میں سے ہاتھ کی کمائی یعنی تجارت و مزدوری اور صنعت و حرفت کے ذریعہ کسبِ معاش زیادہ پسندیدہ ہے پیشے اگر چہ سب اچھے ہیں مگر تجارت میں اللہ تعالیٰ نے برکت بہت رکھی ہے، بشرطیکہ وہ حلال و جائز ہو اور اسلامی اصول تجارت کی روشنی میں اور ان کی رعایت رکھتے ہوئے کی جائے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ۝ (۱)

اور اللہ نے بیع کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

اکبر الہ آبادی نے خوب کہا ہے۔

لفظ تاجر خود ہے اے اکبر ثبوت
دیکھ لو تاجر کے سر پہ تاج ہے

کسبِ حلال انسانی ضرورت ہے اور اسلام اس کی جانب جس قوت کے ساتھ توجہ دلاتا ہے دوسرا کوئی مذہب اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا، اسلام کی نظر میں حلال طریقے سے رزق کمانا ہنر، اور ہر وہ کام جس سے بے کاری کا جواز ملے یا انسان معاشرے پر بوجھ بن جائے ایک عیب ہے،

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی سے امت کی خوشحالی کی دعاان الفاظ میں کی تھی ۔

اللھم انھم حفدة فاحملھم، اللّٰھم افھم عراة فاکسھم

اللھم انھم جیاع فاشبعھم (۲)

اے اللہ یہ لوگ پیادہ ہیں ۔سو آپ انہیں سوار کردیجئے ،اے اللہ یہ
لوگ لباس نہیں رکھتے سو آپ انہیں لباس پہنا دیجئے ، اے اللہ یہ
لوگ بھوکے ہیں ۔سو آپ انہیں سیر کردیجئے ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ایک بڑا حصہ کسبِ حلال کی تاکید، معاشی زندگی میں اعتدال کی تلقین، حرام کمائی سے اجتناب اور گداگری کی مذمت، تجارت اور محنت کی تعلیم، تجارت کی حلال وجائز صورتوں کے بیان اور اس کی ممنوع اقسام سے بچنے کی تاکید پر مشتمل ہے ۔

اسلام میں حصول معاش کی جدوجہد اور کسبِ حلال کی تگ ودو کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے عبادت کا درجہ دیا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کی رو سے حلال روزی کی تلاش اور کسبِ معاش کے حصول کے لئے جدوجہد نماز، روزے اور حج وزکوٰۃ کی طرح عبادت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

طلب الحلال فریضة بعد الفریضه (۳)

حلال رزق کا طلب کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے ۔

اور دوسری روایت میں ارشاد ہے ۔

اسعوا فان اللّٰہ کتب علیکم السعی (۴)

سعی وکوشش کرو کیونکہ اللہ نے تم پر سعی وکوشش فرض کردی ہے

راغب مرادآبادی کہتے ہیں ۔

افشاء دل مومن یہ ہے یہ رازِ معاش
خلوت میں کرے غور ہر انسان اے کاش
حصے تو عبادت کے ہیں گو سات مگر
سب سے افضل حلال روزی کی تلاش(۵)

ہادیٔ اعظم، نبی رحمت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی تعلیمات میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کے متعلق واضح، مکمل اور نہایت جامع ہدایات مرحمت فرمائی ہیں وہیں تجارت اور اس کے متعلقہ امور کے بارے میں بھی آپ کی ہدایت بالکل روشن، ہدایت بخش، ہر دور میں قابلِ عمل اور دنیا وعقبیٰ ہر ایک کے اعتبار سے نہایت مفید ہیں اور ہماری معاشی بدحالی اور مالی مشکلات کا علاج بھی، اصل ضرورت ان تعلیمات کو عام کرنے کی ہے اور ان پر اعتماد وایقان کے ساتھ عمل پیرا ہوکر انہیں اپنی زندگی کا جز بنانے کی۔

زیر نظر سطور میں یہی کوشش کی گئی ہے کہ تجارت کے مختلف پہلوؤں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو مرتب انداز میں پیش کردیا جائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے جو بنیادی رہنما اصول متعین فرمادیئے ہیں ان کو ترتیب وار ذکر کردیا جائے تاکہ ایک نظر میں معلوم ہوسکے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کونسی تجارت مطلوب ہے؟ اور اسلام کی نظر میں کاروبار کی بنیادی شرائط کیا ہیں؟

تجارت، لغوی معنیٰ

عام مفہوم میں تجارت کے معنی خرید وفروخت کے ہیں، یہ تجر یتجر تجراً و تجارۃ سے آتا ہے۔(۶) یہ غیر عربی لفظ ہے، آرامی زبان میں تاجر مے فروش کو کہتے تھے، عربی زبان میں اِس کا مفہوم وسیع ہوگیا، (۷) ابن منظور کی بھی یہی رائے ہے کہ یہ لفظ شراب کی خرید و فروخت کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اعشیٰ کہتا ہے!

ولقد شهدت التاجر ال
امان مورودا شرابه (۸)

اور جوہری کے بقول عرب شراب بیچنے والے کو تاجر کہا کرتے تھے۔

اسود بن یعفر کہتا ہے!

ولقد اروح على التجار مرجلا

مذلا بمالی لیناً اجیادی (۹)

قرآن میں بھی یہ لفظ کئی مقامات پر آیا ہے، منافقین کا بیان کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے!

أُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی ۖ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا کَانُوا مُهْتَدِیْنَ ○ (۱۰)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدلی، سو نہ تو ان کی تجارت نفع بخش ہوئی، اور نہ انہوں نے راہِ ہدایت ہی پائی۔

اور دوسرے مقام پر مسلمانوں سے خطاب ہے!

یٰٓأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا هَلْ أَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِیْمٍ ○ (۱۱)

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟

اصطلاحی تعریف

تجارت کے اصطلاحی وفنی مفہوم کی تشریح کئی طرح سے کی گئی ہے۔

امام راغب اصفہانیؒ کے بقول!

التجارة التصرف فی رأس المال طلبا للربح (۱۲)

تجارت اصل مال میں نفع کی غرض سے تصرف کرنے کا نام ہے۔

اور دائرۃ المعارف میں بیان کی گئی تعریف بھی اس کے قریب قریب ہے۔

التجارة الصرف فی المال لغرض الربح (۱۳)

تجارت منافع کمانے کی غرض سے مال میں تصرف کرنے کو کہتے ہیں۔

اور جصاص کے بقول تجارت سے مراد عوض کے بدلے اشیاء اور خدمات کا تبادلہ

ہے۔(۱۴)

تجارت کی ایک تعریف یوں کی گئی ہے۔

ان التجارة فی البسط معانیها تبادل منافع (۱۵)

تجارت اپنے عام مفہوم میں منافع کے تبادلے کا نام ہے۔

یہ تعریف اس اعتبار سے زیادہ مناسب اور جامع کہی جاسکتی ہے کہ یہ اسلامی فلسفۂ معیشت کے زیادہ قریب ہے، جو انفرادی اور ذاتی مفاد سے بلندتر ہو کر کرۂ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کو اجتماعی فلاح کا پروگرام پیش کرتا ہے، اس لئے اسلام کی نظر میں تجارت خود نفع کمانے کا نام نہیں بلکہ نفع کو عام کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کا نام ہے، اور یہی بات اس تعریف میں بھی کہی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

خیرالناس من ینفع الناس (۱۶)

سب سے بہتر آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔

خرید وفروخت کے لئے ایک اور لفظ ''بیع'' بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی تشریح اس طرح کی گئی ہے۔

البیع مبادلة المال بالمال تملیکا وتملکا واشتقاقه لامن الباع (۱۷)

''بیع'' مال کو مال کے بدلے تبدیل کرنے کو کہتے ہیں، اس طور پر کہ اس کا دوسرے کو مالک بنادے یا خود مالک بن جائے۔

یعنی مال کا تبادلہ اس طریقے سے ہو کہ اس میں ملک پائی جائے۔

تجارت کی اہمیت

تجارت، معیشت کا اہم ترین شعبہ ہے، اور اس پر قدیم وجدید تمام ماہرین اقتصادیات اور فقہائے امت کا اتفاق ہے، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں مذکور ہے!

آج کی دنیا میں تجارت معاشی وسائل میں سے سب سے بڑا وسیلہ
اور تمدنی وشہری زندگی کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب
ہے۔(۱۸)

تجارت زمانۂ قدیم ہی سے حصولِ معاش کا ایک اہم ذریعہ رہی ہے اور آج کے دور میں تو معیشت کی بلند وبالا عمارت کا اس کے بغیر تصور بھی ممکن نہیں، اس کے انہی دوررس ثمرات اور انگنت اجتماعی وانفرادی فوائد کی بناء پر اسلام نے تجارت کو بہترین کسبِ معاش قرار دیا ہے، اور صحیح اسلامی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے تجارت کرنے والوں کو بڑے اجر کی بشارت دی ہے، اسلام نے تجارت کو کسبِ معاش کے اسباب میں سے دوسرے نمبر پر رکھا ہے، چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، کہ سب سے اچھا کسب جہاد کا ہے، بشرطیکہ جہاد کے ارادے کے ساتھ مالِ غنیمت کا ارادہ نہ کرے اور اپنی نیت خالص رکھے پھر دوسرے نمبر کی تجارت ہے۔خصوصاً وہ تجارت جو مسلمانوں کے حوائج کو دور کرے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ!

الجالب مرزوق والمحتکر ملعون

یعنی وہ تاجر جو مسلمانوں کو نفع پہنچانے کے لئے ایک شہر سے دوسرے
شہر اشیاء لے جائے وہ مرزوق ہے اور جو تاجر ذخیرہ اندوزی کرے
وہ ملعون ہے۔

اور وہ تجارت جو مسلمانوں کو نفع رسانی کی نیت سے ہو عبادت کا حکم رکھتی ہے۔(۱۹)
اس سلسلے میں شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ یہ اصول بھی قابلِ توجہ ہے۔

فالا شغال بما یکون نفعه اعم یکون افضل (۲۰)

وہی پیشہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے جس کا نفع (زیادہ) عام ہو۔

اور اس میں شک نہیں کہ تجارت کی منفعت متعدد وجوہ سے دیگر اسباب معاش سے بڑھ کر ہے، تو اس اعتبار سے بھی تجارت دیگر اسباب معاش میں سے بہترین ذریعہ ہے۔ماوردی کہتے ہیں۔

اصول المکاسب الزراعة ، والتجارة ، و الصنعة ، قال:

ولا شبه بمذهب الشافعي ان اطيبها التجارة (۲۱)

اصل میں کمائی کی صورتیں تین ہیں۔ زراعت، تجارت اور صنعت اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے مذہب کے زیادہ مشابہ (اور قریب) یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ پاکیزہ (اور پسندیدہ) تجارت ہے۔

ردالمختار میں علامہ شامی نے ملتقی اور مواھب کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ سب سے افضل کسب، جہاد یعنی مالِ غنیمت ہے پھر تجارت پھر زراعت اور پھر صناعت ہے۔ (۲۲)

اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس ملازمت (دینی کاموں میں اجارہ) کے بعد تجارت افضل ہے اس لئے کہ تاجر اپنے اوقات کا حاکم ہوتا ہے وہ تجارت کے ساتھ دوسرے دینی کام مثلاً تعلیم، تدریس، تبلیغ وغیرہ بھی کر سکتا ہے۔ (۲۳)

تجارت کی اہمیت قرآنِ حکیم کی روشنی میں

تجارت کی اہمیت کے پیشِ نظر قرآنِ حکیم نے بھی اپنے اسلوب میں متعدد مقامات پر اس کی ترغیب دی ہے، چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

سورۂ جمعہ میں ارشاد ہے!

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ (۲۴)

پس جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (اس کا رزق تجارت وغیرہ کے ذریعہ) تلاش کرو۔

اکثر مفسرین نے اس آیت میں ''فضل'' سے رزق اور منافع مراد لیا ہے۔ (۲۵)

سورۂ نساء میں فرمایا!

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوٰلَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّآ أَن

تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ۚ (۲۶)

اے ایمان والو!تم آپس میں ایک دوسرے کے اموال ناحق مت کھایا کرو، ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت ہو (تو کوئی مضائقہ نہیں)

حضرت قتادہؓ سے اس آیت کی تشریح میں منقول ہے کہ تجارت اللہ کے رزق میں سے ایک رزق ہے،اللہ کی حلال کردہ چیزوں میں سے ایک ہے،اس شخص کے لئے جو اسے سچائی اور نیکی کے ساتھ حاصل کرے۔(۲۷)

امام شافعیؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں۔

و ذكر اللّٰه البيع في غير موضع من كتابه بما يدل على اباحته فاحتمل احلال اللّٰه عزوجل البيع معنيين، احدها ان يكون احل كل بيع تبايعه المتبايعان جائزى الأمر فيما تبايعاه عن تراض منهما وهذا اظهر معانيه، والثاني ان يكون اللّٰه عزوجل احل البيع اذا كان مما لم ينه عنه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المبين عن اللّٰه عزوجل معنىٰ ما اراد (۲۸)

اللہ تعالیٰ نے (قرآن کریم میں) متعدد مقامات پر خرید وفروخت کا ذکر کیا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ نے اسے حلال قرار دیا ہے اب اس بارے میں دو احتمال ہیں کہ اللہ نے جس خرید وفروخت کو حلال قرار دیا ہے وہ کونسی ہے؟

اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہر وہ معاملہ جو دو فریقوں کے درمیان طے پا جائے اور وہ دونوں اس پر راضی بھی ہوں تو یہ اللہ کے ہاں حلال تجارت ہے، یہ اس آیت کا ظاہری مفہوم ہے

دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے صرف اس صورت میں خرید وفروخت کو

جائز رکھا ہے جب اس صورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا ہو!

بحری تجارت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ (۲۹)

اور تو کشتیوں کو اس (سمندر) میں پانی کو چیرتی ہوئی رواں دواں دیکھتا ہے تاکہ اس کے فضل (رزق) کو تلاش کریں۔

اور سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے۔

وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ (۳۰)

اور جہاز ہیں جو سمندر میں وہ (تجارتی سامان) اٹھائے پھرتے ہیں جن سے لوگوں کو نفع ہوتا ہے۔

ان آیات سے بحری تجارت کی اہمیت پر بھی روشنی پڑتی ہے اور معیشت میں اس کی حیثیت کی بھی وضاحت ہوتی ہے۔ اسلام نے تجارت کی اہمیت ہی کے پیش نظر ایامِ حج میں بھی اس کی اجازت دی ہے، تاکہ اطرافِ عالم سے آنے والے اہلِ اسلام کا نمائندہ اجتماع اس موقع سے فائدہ اٹھا سکے، مندرجہ ذیل آیت مبارکہ اسی سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ (۳۱)

تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے رب کا فضل (ایام حج میں بذریعہ تجارت) تلاش کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت میں عکاظ، مجنّہ اور ذوالمجاز کے نام سے بازار لگتے تھے۔ جب اسلام آیا تو ایسا محسوس ہوا کہ لوگ (ان بازاروں میں خرید وفروخت کو) گناہ سمجھنے لگے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ۚ (۳۲) ابن عباس کی قرأت میں اس آیت کے آخر میں فی مواسم الحج (حج کے موسم میں) زائد ہے۔

سورۂ بقرہ میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ (۳۳)

اے ایمان والو! ان پاک چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد تجارت کی کمائی ہے۔(۳۴)

سورۂ ملک میں فرمایا!

ھُوَالَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلاً فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِھَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِہٖ ط وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ○ (۳۵)

(اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنایا، سو اس کے اطراف وجوانب میں چلو پھرو اور اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کی طرف زندہ ہو کر اٹھنا ہے۔

اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے!

رَبُّکُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَکُمُ الْفُلْکَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ ط اِنَّہٗ کَانَ بِکُمْ رَحِیْمًا ○ (۳۶)

تمہارا پروردگار تو وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں کشتیاں چلاتا ہے تا کہ تم اس کا فضل (معاش) تلاش کرو، بلاشبہ وہ تم پر مہربان ہے۔

تجارت کی ترغیب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث مبارکہ میں تجارت کی ترغیب دی ہے اور اسے بہترین رزق اور عمدہ روزی فرمایا ہے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں۔

عن ابی سعید رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ

وسلم قال التاجر الصدوق الامین مع النبین والصدیقین و الشھدآء (۳۷)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سچا اور امانت دار تاجر (روز قیامت) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ترمذی شریف ہی کی دوسری روایت میں تاجروں کو تنبیہ بھی فرما دی کہ مالی امور کی نزاکت کے سبب اکثر تاجر روز قیامت گناہ گاروں کی صف میں ہوں گے، مگر سچے اور متقی تاجروں کا ان سے استثناء فرما دیا، فرمایا!

ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً الا من اتقیٰ اللّٰہ وبر وصدق (۳۸)

بلاشبہ قیامت کے دن (اکثر) تاجر گناہ گار اٹھائے جائیں گے، سوائے ان کے جو اللہ سے ڈرے اور انہوں نے نیکی کی اور سچ کو اپنا شعار بنایا۔

ایک روایت میں تجارت کو رزق کے دس میں سے نو حصے قرار دیتے ہوئے فرمایا!

علیکم بالتجارۃ فیھا تسعۃ اعشار الرزق (۳۹)

تم تجارت کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس میں رزق کے دس میں سے نو حصے ہیں۔

ایک روایت میں بازاروں کو اللہ تعالیٰ کا دسترخوان قرار دیا، ارشاد ہے۔

الا سواق موائد اللّٰہ تعالیٰ فمن اتاھا اصاب منھا (۴۰)

بازار اللہ تعالیٰ کے دسترخوان ہیں، جو ان میں آئے گا وہ ضرور ان سے (اپنا حصہ) پائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانے میں تاجروں کو سمسار کہا کرتے تھے، سمسار کے معنی دلال کے ہیں اور یہ عجمی لفظ ہے، تاجروں کی فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کا نام بدل کرتاجر رکھا، قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کی تفصیل ملتی ہے وہ فرماتے ہیں۔

> کنا بالمدینة نبیع الاوساق و نبتا عها و نسمی انفسنا السماسرة ویسمینا الناس، فخرج الینا رسول اللّٰه صلی اللّٰه وسلم فسمانا باسم هو خیرلنا من الذی سمینا به انفسنا فقال یا معشر التجار انه یشهد بیعکم الحلف والغو فشو بوه بالصدقة (۴۱)
>
> ہم مدینہ کے بازاروں میں مال کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے اور ہم اپنے آپ کو خود بھی سمسار کہتے تھے اور دوسرے لوگ بھی ہمیں اسی نام سے یاد کیا کرتے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور ہمارا نام اس سے بہتر رکھا جو خود ہم نے اپنا رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اے تاجرو! تمہاری تجارت میں قسم آتی ہے اور (دوسری) لغو باتیں بھی ہو جاتی ہیں سوا ئے صدقے کے ساتھ ملا دیا کرو۔

یعنی صدقہ بھی کرتے رہا کرو تا کہ وہ تجارتی لین دین میں ہونے والی کوتاہیوں اور لغزشوں کا کفارہ بن جایا کرے، براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "بیع مبرور" کو بہترین کسب فرمایا، حضرت براء سے روایت ہے!

> سئل النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ای کسب الرجل اطیب؟ قالُ عمل الرجل بیده وکل بیع مبرور (۴۱)
>
> نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آدمی کی کونسی کمائی زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر بیع مبرور (جس میں کوئی خرابی نہ ہو)،

ایک روایت میں نیک دل اور ہر لمحہ ذکرِ الٰہی میں بسر کرنے والے تاجروں کی فضیلت

E:\Al-era-006\

اس طرح بیان فرمائی کہ!

اذا جمع اللّٰہ الاؤلین والآخرین یوم القیامۃ جاء مناد فنادی بصوت یسمع الخلائق سیعلم اہل الجمع من اولی بالکرم، لیقم الذین لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللّٰہ فیقومون وھم قلیل، ثم یحاسب سائر الخلائق (۴۲)

روز قیامت جب اللہ اگلے پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا اس وقت ایک پکارنے والا پکارے گا جسے تمام لوگ سنیں گے کہ آج سب کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ پھر کہے گا کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جنہیں تجارت اور کاروبار اللہ کے ذکر سے نہ روکتے تھے، سو وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اگرچہ وہ تھوڑے ہوں گے، ان کے بعد پھر ساری مخلوق کا حساب ہوگا۔

ایک موقعہ پر تاجر کے اجر کو شہید کی مانند قرار دیا، فرمایا!

مامن جالب یجلب طعاما من بلدالی بلد فیبیعہ بسعر یومہ الا کانت منزلتہ عنداللّٰہ منزلۃ الشہداء (۴۳)

جو تاجر مشقت اٹھا کر اناج کو ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جاتا ہے اور اس دن کی قیمت پر اسے فروخت کرتا ہے تو اللہ کے ہاں اس کا مقام شہید کی مانند ہے۔

دوسری روایت میں اس کی اس محنت کو صدقہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

من جلب طعاماً فباعہ بسعر یومہ فکانما تصدق بہ (۴۴)

جو تاجر اناج کو مشقت اٹھا کر لائے اور اس روز کی قیمت پر اسے فروخت کرے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے صدقہ کیا ہو،

اور ایک روایت میں تجارت کو عوام کے لئے ایک بڑی معاشی نعمت قرار دیا، ارشاد ہے!

E:\al-era-006\

لولا هذه البيوع صرتم عالة على الناس (۴۵)
اگر یہ خرید وفروخت نہ ہوتی تو تم لوگ (معاشی اعتبار سے)
دوسروں پر بوجھ بن جاتے۔

ان تمام روایات کا مشترک مفہوم یہی سامنے آتا ہے کہ چونکہ تجارت کی معاشی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، اس لئے ذاتی اغراض ومفاد سے بڑھ کر ملکی اور اسلامی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اس میدان میں بھرپور سرگرمی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاکہ یہ میدان غیر مسلموں کے ہاتھ نہ لگ سکے ورنہ مسلمانوں کے لئے بہت سی مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں، جن کا آج بھرپور مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، البتہ اس میدان میں بھی اپنے خالق اور مالک سے تعلق کو کمزور نہیں ہونے دینا چاہئے اور اس کی ہدایت فرمودہ تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس میدان میں اپنی صلاحیتیں صرف کرنی چاہئیں۔

عرب اور تجارت

مکہ معظمہ کی وادی میں کھیتی باڑی نہیں ہوتی تھی، اس لئے وہاں کے باشندے اور خاص طور پر قریش کے زیادہ تر لوگ تجارت پیشہ تھے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ نے اطراف وجوانب کی سلطنتوں اور مختلف قبائل سے تجارتی معاہدے کرکے اس پیشے کو زیادہ مستحکم بنا دیا تھا۔(۴۶) اس بنا پر تجارت سے عربوں کی وابستگی ابتدائی دور ہی سے ہے اس لئے مسلمانوں کا تجارت میں ہمیشہ فعال کردار رہا ہے۔

عربوں کے ہاں تجارت کس حد تک ترقی کرچکی تھی اس کا کچھ اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے ہاں باقاعدہ تجارتی منڈیاں قائم ہوچکی تھیں، جنہیں تجارتی میلے کہا جاتا تھا، ان میلوں کی بہت سی خصوصیات ہیں، مثلاً یہ میلے جزیرۃ العرب کے تمام اہم علاقوں میں منعقد ہوتے تھے جیسا کہ آئندہ ذکر ہونے والی تفصیل سے اندازہ ہوگا، پھر ایک خصوصیت یہ تھی کہ یہاں جو افراد آتے تھے اور ان میلوں میں شرکت کرتے تھے ان کے جان ومال کو محفوظ تصور کیا جاتا تھا اور عربوں کی روایتی لوٹ مار اور قتل وغارت کے باوجود ان میلوں میں شرکت کرنے والے افراد کو بالکل

مامون سمجھا جاتا تھا۔

اسی طرح یہ میلے علم وادب کے بھی بڑے مرکز متصور ہوتے تھے اور اپنے اپنے وقت کے تمام بڑے بڑے شعراء وہاں جمع ہوتے تھے اور ادبی مباحث زیر بحث لائے جاتے اور کلام کے محاسن اور خوبیوں پر گفتگو کی جاتی تھی، اس طرح یہ بازار علمی وادبی حیثیت بھی رکھتے تھے۔

ان میلوں میں سے جن کی تفصیل ہم تک پہنچی ہے ان کے نام کچھ اس طرح ہیں۔

۱- یکم ربیع الاول کو دومۃ الجندل میں میلہ لگتا جو نصف مہینے تک جاری رہتا، یہ جگہ شام اور حجاز کے درمیان ہے۔

۲- جمادی الاولیٰ میں مُشقّرَ (حضر موت) کے علاقے میں میلہ لگتا،

۳- یکم رجب کو صحار (عمان) میں میلہ لگتا تھا، یہ پانچ رجب تک جاری رہتا تھا۔

۴- رجب کے آخر میں دبا (راس الخیمہ) کا میلہ لگتا تھا۔

۵- شعبان کے وسط میں مہرہ کے شہر شحر میں میلے کا آغاز ہوتا تھا۔

۶- یکم رمضان کو عدن میں میلے کا آغاز ہو جاتا تھا۔

۷- رمضان کے وسط سے صنعاء (یمن) کا میلہ شروع ہوتا تھا، یہ رمضان کے آخر تک جاری رہتا تھا۔

۸- پھر ذی الحجہ میں کئی میلے لگتے تھے، پہلے تو رابیہ میں میلہ لگتا، اسی دوران عکاظ (عرفات) اور زمانہ حج میں منیٰ میں بھی میلے کا اہتمام ہوتا تھا۔

۹- حج سے فارغ ہو کر یمامہ یا خیبر کے میلے کا آغاز ہوتا، یہ میلہ دس محرم کو شروع ہوتا تھا۔(۴۷)

ان میلوں کی تفصیل اور تعداد میں اختلاف ہے، جزیرۃ العرب میں اس سے قدرے مختلف تفصیل دی گئی ہے۔(۴۸)

پھر خصوصیت کے ساتھ قریش کا قبیلہ تجارت پیشہ تھا اور حجاز میں وہ بالادست اہمیت کا حامل تھا۔ عربوں میں تجارت کے فروغ کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہاشم نے سال میں دوبار تجارتی قافلے روانہ کرنے کا

سلسلہ شروع کیا۔موسم گرما میں تجارتی قافلہ شام کی طرف اور سرما میں یمن کی جانب جاتا تھا،اس کے ساتھ ساتھ ہاشم ہی نے حکومتِ یمن، روم اور قبائلِ عرب کے ساتھ باقاعدہ معاہدے کرکے اپنے تجارتی راستوں کو محفوظ و مامون کیا اور عربوں کی تجارت کو دوام اور ترقی عطاء کی قرآن قریش کو اپنا انعام یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے!

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ O اِلٰفِهِمۡ رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیۡفِ O
فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَیۡتِ O الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَهُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ وَّ
اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ O (۴۹)

(اللہ نے) قریش (کے دلوں) میں رغبت پیدا کردی کہ وہ سردی و گرمی میں سفر کرنے کے خوگر ہوگئے، پس ان کو چاہئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کیا کریں جس نے ان کو بھوک میں کھانا کھلایا اور (دشمنوں کے) خوف سے امن دیا۔(۵۰)

ہادیٔ اعظم ﷺ بحیثیت تاجر

عرب کے عام معمول اور مکہ مکرمہ کے خاص ماحول کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابتداء میں تجارت ہی کو بطور پیشہ اپنایا اور اس سلسلے میں متعدد غیر ملکی سفر بھی کئے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی بار تجارتی مال لے کر دوسرے ممالک گئے۔چنانچہ شام کی جانب آپؐ نے سب سے پہلا سفر اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ اس وقت کیا جب داؤد بن حصین کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک صرف ۱۲ رسال تھی۔(۵۱)

دوسری بار آپؐ جب شام گئے تو اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی،اس سفر میں آپؐ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر گئے تھے،اس میں توقع سے کئی گنا زیادہ نفع ہوا اور حضرت خدیجہؓ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طے شدہ رقم سے زیادہ ادائیگی کی۔(۵۲)
اور پھر یہی واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے شادی کا سبب بھی بنا۔(۵۳)

اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار یمن کا تجارتی سفر کیا اور تجارتی اغراض

سے بحرین جانا بھی ثابت ہے، اسی طرح آپؐ کے جعاشہ جانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔(۵۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی صداقت و امانت اور حسنِ قضا و خوش معاملگی سے عبارت ہے، تجارتی معاملات میں بھی آپ کا یہی طریقہ کار آپؐ کی پہچان بن گیا، سید سلیمان ندویؒ کے بقول!

> قریش کے لوگ ہمارے حضرتؐ کی خوش معاملگی، دیانت داری اور ایمانداری پر اتنا بھروسہ کرتے تھے کہ بے تامل اپنا سرمایہ آپؐ کے سپرد کردیتے تھے، بہت سے لوگ اپنا روپیہ پیسہ آپؐ کے پاس امانت رکھواتے تھے اور آپؐ کو امین یعنی امانت والا کہتے تھے۔(۵۵)

قیس بن سائب کہتے ہیں کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہتر کوئی ساتھی نہیں پایا، اگر ہم آپؐ کا سامان لے جاتے تو واپسی پر آپؐ ہمارا استقبال کرتے اور خیر و عافیت پوچھتے اور جب ہم حساب دیتے تو اس پر کوئی تکرار نہیں کرتے تھے، اور جب آپؐ سفر سے واپس لوٹتے تو جب تک حساب صاف نہ کرلیتے گھر نہ لوٹتے تھے۔(۵۶)

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کا شریک تجارت تھا، میں نے آپ کو ہمیشہ ایماندار پایا، نہ تو آپؐ نے کبھی جھگڑا کیا نہ غلط بیانی سے کام لیا۔(۵۷)

عبداللہ ابن سائب کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا، جب میں مسلمان ہوکر آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ آپؐ تو میرے شریک تجارت تھے، اور کیا ہی اچھے شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے، نہ کسی بات میں جھگڑا کرتے تھے۔

ایک بار آپؐ نے ایک شخص کو چند اونٹ بیچے جب وہ چلا گیا تو آپ کو خیال ہوا کہ ان میں ایک اونٹ لنگڑا تھا، آپؐ فوراً اس کی تلاش میں نکلے اور اس کو قیمت لوٹا کر اونٹ واپس لے لیا۔(۵۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدے کا بھی مکمل خیال رہتا تھا، عبداللہ بن ابی الحمساءؓ سے کوئی معاملہ طے کیا، وہ تھوڑی دیر میں آنے کا وعدہ کرکے کسی کام سے گئے اور پھر وہ اپنا وعدہ بھول گئے،

آپ تین روز تک وہیں موجود رہے، تین دن بعد جب ان کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا منتظر پایا آپؐ نے اس وقت بھی صرف اس قدر فرمایا کہ تم نے بڑا انتظار کرایا میں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔(۶۰)

تجارت کے فروغ کے لئے اسلام کے اقدامات

اسلام نے شروع ہی سے تجارت کو اہمیت دی ہے جس کا اندازہ ان قرآنی آیات اور احادیث نبویہؐ سے کیا جا سکتا ہے جن کا ماقبل میں بیان ہو چکا ہے، اس کے علاوہ عملی طور پر بھی اس نے ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے تجارت کو براہ راست فائدہ پہنچا اور اس نے فروغ حاصل کیا۔

اسلام کی آمد سے قبل عرب میں جو تجارتی بازار لگتے تھے، اسلام نے انہیں برقرار رکھا اور انہیں فروغ دیا، چنانچہ عکاظ کا بازار ۱۲۹ھ تک برقرار رہا، دور خلافت میں اس سلسلے کو کافی ترقی ملی، صحابہ کرام خود بھی تجارت سے وابستہ تھے اور ان کے بڑے وسیع پیمانے پر تجارتی تعلقات تھے۔ (۶۱)

اسلام کے ابتدائی دور میں تجارت اور تاجروں پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں تھا، لیکن بعد میں جب معلوم ہوا کہ دوسرے ممالک میں بغرض تجارت جانے والے مسلمانوں سے مال تجارت پر محصول لیا جاتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی کافر تاجروں پر اسی شرح سے ٹیکس نافذ کیا، جس شرح سے ان کے ملک میں مسلمانوں سے لیا جاتا تھا، لیکن اس میں بھی یہ رعایت رکھی گئی کہ سال بھر میں یہ ٹیکس صرف ایک بار لیا جاتا تھا، خواہ وہ سال میں کتنی ہی بار مال درآمد کرے۔(۶۲)

لیکن یہ ٹیکس صرف غیر مسلم تاجروں کے لئے تھا، جن پر زکوٰۃ نہیں ہے، مسلمان تاجروں پر کوئی ٹیکس نہیں تھا وہ صرف مذہبی طور پر مال تجارت پر سال بھر میں ایک بار زکوٰۃ کی ادائیگی کے پابند تھے۔

اسی طرح اسلام نے ایک اقدام یہ کیا کہ تجارت کی ان تمام شکلوں کو ممنوع قرار دے دیا جن میں دھوکہ یا کسی فریق کے نقصان کا خدشہ تھا، یا جو دولت کے ارتکاز کی موجب بنتی تھیں، ان کی تفصیل تجارت کے اصولوں کے بیان میں آگے آرہی ہے۔

مسلمانوں کی تجارتی سرگرمیاں

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مسلمانوں نے تجارت کو فروغ دینے کے لئے متعدد عملی اقدامات کئے اور ان کے دور میں تجارت کے ساتھ ان کی دلچسپی مکمل طور پر قائم رہی۔

چنانچہ صحابۂ کرام کے تجارتی پیشوں کے متعلق یہ تفصیلات ملتی ہیں۔

۱۔	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	پارچہ فروش (یا کپڑا فروش) تھے۔
۲۔	عثمان غنی رضی اللہ عنہ	پارچہ فروش تھے۔
۳۔	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	تیر بنا کر فروخت کرتے تھے۔
۴۔	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	قصاب تھے۔
۵۔	عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	قصاب تھے۔
۶۔	عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ	درزی تھے۔
۷۔	ابو سفیان رضی اللہ عنہ	تیل اور کپڑے کی خرید و فروخت کرتے تھے۔
۸۔	عقبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	بڑھئی تھے۔
۹۔	خباب رضی اللہ عنہ	لوہے کی اشیاء بناتے تھے۔ (۶۳)

بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے تجارتی سلسلوں کو مزید ترقی دی، خلیفہ منصور عباسی نے بغداد کے جنوب میں ایک نیا شہر بسایا اور بغداد کے تمام بازار وہاں منتقل کر دیئے، وہاں اس نے پیشوں کے حساب سے بازار تقسیم کئے اور سب چیزوں کے الگ الگ بازار بنائے، مثلاً عطر فروشوں کا بازار، لوہاروں کا بازار، بڑھیوں کا بازار، کپڑا مارکیٹ، گوشت مارکیٹ وغیرہ۔ (۶۴)

اسی طرح بعض بازار ایسے بھی تھے جو دنوں کے ساتھ مخصوص تھے۔ (۶۵) جنہیں ہفتہ بازار کہا جا سکتا ہے۔

(جاری)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ القرآن، سورۂ بقرہ آیت ۲۷۵،

۲۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی / السنن دار الفکر بیروت، طبع ۱۹۹۴ء، تحقیق صدقی محمد جمیل، ج۲/ص ۴۳۵، رقم ۲۷۴۷،

۳۔ عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری/ الترغیب والترہیب/ مصطفی البابی الحلبی، مصر، طبع ۱۹۳۳ء، ج۳،ص ۲۰۶،

۴۔ احمد بن محمد بن حنبل/ المسند/ داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبعہ ثانیہ، ۱۹۹۳ء، ج ۷/ص ۵۷۲، رقم ۲۶۸۲۲،

۵۔ اس رباعی میں اس معروف حدیث کی جانب اشارہ ہے، جس میں عبارت کے سات حصوں کا بیان ہے۔

۶۔ ابن منظور/ لسان العرب/ نشر ادب الحوزہ، قم ایران، طبع ۱۴۰۵ھ، ج۴/ص ۸۹،

۷۔ ڈاکٹر حافظ محمد الیاس/ تصور ریاستِ اسلامی، مقالات مذکرہ ملی تعلیماتِ نبویؐ/ مرتبہ حکیم محمد سعید/ ہمدرد فاؤنڈیشن اشاعت ۱۹۸۳ء/ ص ۵۳۶،

۸۔ ابن منظور/ لسان العرب/ ج۴/ ۸۹،

۹۔ محولہ بالا،

۱۰۔ القرآن، بقرہ آیت ۱۶،

۱۱۔ القرآن، الصف، آیت ۱۰،

۱۲۔ راغب اصفہانی / المفردات، مصطفی البابی الحلبی، مصر، طبع اخیرہ ۱۹۶۱ء/ ص ۷۳،

۱۳۔ فرید وجدی/ دائرۃ المعارف، بیروت طبع ۱۹۷۱ء/ ج ۲/ص ۵۳۹،

۱۴۔ ابوبکر جصاص/ احکام القرآن، ج ۲،

۱۵۔ مجلۃ الاقتصاد الاسلامی، جون ۱۹۸۵ء، عدد ۴۷،

۱۶۔ شمس الائمہ سرخسی/ المبسوط/ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی، طبع ۱۹۸۷ء، کتاب الکسب/ ج ۳۰،

۱۷۔ ابن قدامہ المقدسی/ الشرح الکبیر علی ہامش ''المغنی'' دارالکتب العلمیہ، بیروت/ ج ۴، ص ۲،

۱۸۔ مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی/ اسلام کا اقتصادی نظام/ ادارۂ اسلامیات لاہور، طبع دوم ۱۹۸۴ء، ص/ ۲۴۲،

۱۹۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ/ تفسیر عزیزی، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، طبع ۱۹۹۰ء، ج ۲/ ص ۹۳۷، با دنی تصرف عبارت،

۲۰۔ سرخسی/ المبسوط، کتاب الکسب،/ ج ۳۰،

۲۱۔ محمد بن اسماعیل الصنعانی/ شرح بلوغ المرام، دار الکتب العلمیہ، بیروت/ ج ۳/ ص ۵،

۲۲۔ ابن عابدین شامی/ ردالمحتار علی درالمختار، مطبعہ عثمانیہ/ ج ۵/ ص ۲۰۹،

۲۳۔ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ/ فضائل تجارت، ناشر محمد یوسف رنگ والا، کراچی/ ص ۱۳،

۲۴۔ القرآن، الجمعہ، آیت ۱۵،

۲۵۔ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، بغدادی/ روح المعانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع رابعہ ۱۹۸۵ء/ ج ۲۷/ ص ۱۰۳،

☆۔ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی/ مدارک التنزیل، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر/ ج ۴/ ص ۲۵۶،

۲۶۔ القرآن، نساء آیت ۲۹،

۲۷۔ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی / السنن الکبریٰ، دارالفکر، بیروت، طبع اول ۱۹۹۶ء/ ج ۸/ص ۸۶، رقم ۱۰۵۳۳،

۲۸۔ محمد بن ادریس الشافعی/ کتاب الام/ دارالفکر، بیروت، / ج ۲/ص ۳،

۲۹۔ القرآن، فاطر آیت ۱۲،

۳۰۔ القرآن، بقرہ آیت ۱۶۴،

۳۱۔ القرآن، بقرہ آیت ۱۹۸،

۳۲۔ محمد بن اسماعیل البخاری/ الصحیح، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع ۱۹۵۳ء/ ج ۲/ص ۲،۳،

۳۳۔ القرآن، بقرہ آیت ۲۶۷،

۳۴۔ بیہقی/ السنن الکبریٰ، / ج ۸/ص ۸۶،

۳۵۔ القرآن، ملک، آیت ۱۵،

۳۶۔ القرآن، بنی اسرائیل، آیت ۶۶،

۳۷۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی/ الجامع السنن، دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۴ء، تحقیق صدقی محمد جمیل عطار، / ج ۳/ص ۵، رقم ۱۲۱۳،

☆ علی بن عمر الدارقطنی/ السنن/ دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور/ ج ۳/ص ۷،

۳۸۔ ترمذی/ الجامع السنن/ ج ۳/ص ۵، رقم ۱۲۱۴،

☆۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ/ السنن، اسلامی اکادمی لاہور، کتاب التجارات، باب التوقی فی التجارۃ، رقم ۲۱۴۶،

۳۹۔ ابوحامد محمد بن محمد الغزالی/ احیاء علوم الدین، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع ۱۹۳۹ء/ ج ۲/ص ۶۴،

۴۰۔ محولہ بالا،

۴۱۔ ابوداؤد/ السنن/ ج ۳/ص ۲۰۵، رقم ۳۳۲۶،

☆۔ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی / السنن، ضیاء احسان پبلیشرز، لاہور، کتاب الایمان و النذور، باب فی الحلف والکذب لمن لم یعتقد الیمین بقلبہ،

☆۔ ابن ماجہ/ السنن/ کتاب التجارات، باب التوقی فی التجارۃ، رقم ۲۱۴۵،

۴۲۔ بیہقی / السنن الکبریٰ / ج۸/ص ۸۷، رقم ۱۰۵۳۴،

۴۳۔ عمادالدین ابن کثیر/ التفسیر القرآن العظیم، عیسیٰ البابی الحلبی مصر، / ج۳/ص ۲۹۶،

۴۴۔ مولانا ڈاکٹر نور محمد غفاری/ اسلام کا قانونِ تجارت، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور/ص ۲۳،

۴۵۔ ایضاً،

۴۶۔ ایضاً،

۴۷۔ سید فضل الرحمٰن/ ہادیٔ اعظمؐ، ادارہ مجددیہ کراچی طبع اول ۱۹۹۱ء/ص ۹۲،

۴۸۔ محمد بن حبیب/ کتاب المحبر و اسواق العرب، حیدرآباد دکن، ص ۲۶۳،

۴۹۔ مولانا محمد رابع ندوی/ جزیرۃ العرب/ مجلس نشریات اسلام، تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۴ء، ص ۷۱،

۵۰۔ القرآن، سورۃ القریش،

۵۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے، ابوالفداء اسماعیل، ابن کثیر/ السیرۃ النبویہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، / ج۱/ص ۱۸۴-۱۸۶،

☆ محمد بن عبدالباقی الزرقانی / شرح المواھب اللدنیہ/ دار المعرفہ، بیروت، طبع ۱۹۹۳ء/ ج۱/ ص ۷۲،

۵۲۔ محمد بن سعد/ الطبقات الکبریٰ، دار احیاء التراث العربی، بیروت/ ج۱/ ۵۷،

۵۳۔ ایضاً ص ۶۲،

۵۴۔ ایضاً،

۵۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے، ڈاکٹر نور احمد غفاری/ نبی کریمؐ کی معاشی زندگی/

E:\Al-era-006\

دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری/ لاہور، اشاعت سوم ۱۹۹۹ء ص ۸۱-۸۲،

۵۶۔ سید سلیمان ندوی/ رحمتِ عالم/ دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء/ ص ۱۷،

۵۷۔ ابن حجر العسقلانی / الاصابہ فی تمیز الصحابہ/ مکتبہ تجاریہ الکبریٰ، مصر ۱۹۳۹ء/ ترجمہ قیس ابن سائب،

۵۸۔ ایضاً، ترجمہ سعدؓ

۵۹۔ ایضاً، ترجمہ عبداللہ بن سائب،

۶۰۔ شاہ مصباح الدین شکیل/ سیرت احمد مجتبیٰ، پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ کراچی، طبع سوم ۱۹۹۶/ ج ۱/ ص ۲۱۸،

۶۱۔ ابوداؤد/ السنن/ ج ۴/ ص ۳۲۷، رقم ۴۹۹۶،

۶۲۔ حفظ الرحمٰن سیوہاروی/ اسلام کا اقتصادی نظام/ ص ۲۵۵،

۶۳۔ ایضاً، ص ۲۵۴،

۶۴۔ ڈاکٹر حافظ محمد یونس/ اسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اصول، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد ۱۹۹۲ء/ ص ۳۷، ۳۸،

۶۵۔ ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن/ تاریخ الاسلام، مکتبہ النہضیہ المصریہ، مصر، طبعہ سابعہ ۱۹۶۴ء/ ج ۴/ ص ۴۰۰،

۶۶۔ ایضاً، ص ۴۰۶،